ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

رجسٹرڈ نمبر ۲۲۹۶

بیرنگ ۲۲۹۶

انٹیلے پارسل پوسٹ آفس

ایچ۔ وی۔ سی۔ ڈیپو کنسائنمنٹ

M/s Mukhtar Ahmad

Multan

Pakistan

Received

پیشہ ۔ عام ۔ طباعت ۔ اشتہاری

سرمایہ ۔ سامان ۔ عمارت

بدر

قادیان

ایڈیٹر و مینیجر قاسم علی احمدی

جلد ۱۸ | قادیان مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۲ء مطابق ۲۸ شوال ۱۳۵۰ھ | نمبر ۳۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ فیروزپور تشریف لے گئے ہیں۔ اور ۲۵ جنوری کو حضور کی تقریر قصور میں قرار پائی ہے۔ حضور کی صحت اچھی ہے۔

(۲) صاحبزادہ مرزا منظفر احمد صاحب سلمہ اللہ کا جو اپریشن لنڈن میں ہوا تھا۔ درد صاحب کے تار سے معلوم ہوا ہے۔ کہ صاحبزادہ صاحب کی صحت خدا کے فضل سے روز افزوں قابل حمد ہے۔ ناظرین فاروق عزیز موصوف کی صحت کامل کے لئے بہت دعائیں کریں۔

(۳) پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی
پھر بہار آئی تو آئے تلج کے آنیکے دن

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ہیں۔ جن کی صداقت کو ہر سال دنیا دیکھ رہی ہے۔ کہ موسم بہار میں کس قدر شدت کی برف پڑتی اور سردی ہوتی ہے۔ شدت سردی سے علاوہ ۱۵ جنوری کو جو قیامت خیز زلزلہ اہل ہند نے دیکھا ہے۔ کیا یہ ان میں کا ایک نہیں۔ جن کی بابت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ ؎

وہ چمک دکھلائے گا اپنے نشاں کی پنج بار
یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانیکے دن

اس زلزلہ سے بہار میں جو تباہی ہوئی ہے وہ ہندوستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ مگر خدا کے فضلوں کی جو احمدیہ جماعت پر ہیں کوئی انتہا نہیں۔ کہ اس تباہی خیز زلزلہ میں مونگھیر۔ بھاگلپور اور بن۔ کجرہ کی احمدیہ جماعتوں کو اپنی گود میں لے کر بال بال بچا لیا۔ مونگھیر میں احمدیوں کا کسی قدر نقصان ہوا ہے۔ لیکن جہاں ہزاروں جانیں چشم زدن میں ضائع ہو گئیں۔ لاکھوں کا مالی نقصان ہوا۔ وہاں احمدیوں کا محفوظ رہنا مسیح موعود کی اس دعا کی تصدیق ہے۔ ؎

گود میں تیری ہوں ہم اس خون برسانے کے دن

(۴) مکرمی جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب امیر جماعت بمبئی بوجہ پیرانہ سالی و بعض کاروباری افکار کے اکثر علیل رہتے ہیں۔ احباب اس دیرینہ خادم سلسلہ و حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابی کے لئے درد دل سے صحت کامل و درازی عمر کی دعا کر کے ثواب حاصل کریں۔ خدا تعالیٰ سیٹھ صاحب کو صحت دے۔ آمین۔

(۵) مخدوم الملت جناب سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب جو پیچھے آنے والوں سے ہو کر پہلے آنے والوں سے اپنی نیکی۔ اخلاص۔ تقویٰ۔ طہارت۔ خیرات۔ تبلیغ سلسلہ میں آگے بڑھ گئے ہیں۔ اور عارفانہ زندگی بسر کر کے محبوب خدا بن گئے ہیں۔ ان کی چھوٹی صاحبزادی کچھ دنوں سے علیل ہے۔ اور خود سیٹھ صاحب بھی بعض خانگی معاملات کی وجہ سے تشویش میں رہتے ہیں۔ احباب ان کی دختر نیک اختر کی صحت و سلامتی و درازی عمر اور سیٹھ صاحب کی مقاصد دینی کے برآنے کی بالالتزام دعائیں فرما کر اپنے ایک محترم اور معزز بھائی سے ہمدردی کا حق ادا کریں۔

(۶) میرے نہایت مخلص دوست سیٹھ حاجی ابراہیم بھائی جو سیٹھ صاحب موصوف کے ماموں ہیں۔ جنہوں نے آخری عمر میں سلسلہ میں داخل ہونے کا شرف حاصل کر کے اپنے اندر غیر معمولی تبدیلی پیدا کی ہے۔ وہ خود بھی علیل رہتے ہیں۔ اور ان کی بیٹی بھی بیمار رہتی ہیں۔ جو سیٹھ عبداللہ صاحب کے صاحبزادے کی اہلیہ ہیں۔ دوست ان ہر دو کے واسطے بھی درد دل سے دعائیں کر کے اجر حاصل کریں۔ (بقیہ خبریں ۲ کالم ۳ پر دیکھیں)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فاروق کی پندرہ روزہ رپورٹ

احباب کو یہ سنکر خوشی ہوگی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے سالانہ جلسہ پر جو فاروق کے متعلق قوم سے اپیل کی تھی۔ کہ اس کی خریداری بڑھاکر فاروق کو بند نہ ہونے دیا جاوے۔ کیونکہ وہ کمی خریداری کی وجہ سے بند ہوتا تھا۔ حضور کے اس ارشاد مبارک کے بعد جن دوستوں نے خریدار دینے اور کوشش سے توسیع اشاعت کرنے کا حوصلہ افزا وعدہ فرمایا تھا۔ ان کے اسمار گرامی ۱۴ جنوری کے فاروق میں شکریہ کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔ امید ہے۔ کہ وہ سب دوست اپنے وعدے جلد سے جلد پورے فرماکر مزید شکریہ کا موقع بخشینگے۔

اس کے بعد جن دوستوں نے خریدار عطا فرمائے۔ ان کے اسمار گرامی آج لکھے جاتے ہیں۔ تاکہ جن دوستوں نے ابھی تک اس طرف توجہ نہیں کی۔ وہ بھی اپنا یہ فرض ادا کرکے ثواب حاصل کریں۔ جلسہ سالانہ پر ۶۰ خریدار جدید ہوئے تھے۔ جن کا ذکر گذشتہ فاروق میں ہو چکا ہے۔ اس سے علاوہ مندرجہ ذیل ۳۱ خریدار جلسہ سالانہ کے بعد ہوئے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؛

مکرمی منشی محمد عبداللہ صاحب پٹواری درگانوالی نے ۲ خریدار	
سید عنایت حسین صاحب چک ۲۸۱ ج ب	۲ ؛
ڈاکٹر سید عبدالوحید صاحب کرک اپنی جیب سے	۲ ؛
میاں محمد یوسف صاحب سوداگر چرم لائل پور	۳ ؛
بابو عبدالرحمن صاحب امیر جماعت انبالہ علاوہ ۲ سابقہ خریدار کے	۱ ؛
واحد حسین صاحب گیانی و بہائنہ محمد عمر صاحب فاضل	۲ ؛
مولوی محمد شریف صاحب مولوی فاضل قادیان	۱ ؛
شیخ فضل الرحمن صاحب انتر ملتان	۲ ؛
بطور خود بذریعہ خطوط	۱۶ ؛

اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو اس کی جزالخیر اور ثواب عظیم عطا فرمائے۔ آمین ؛

لیکن جن سابقہ خریداران فاروق نے ابتک توجہ نہیں فرمائی۔ ان کی خدمت میں بطور یاد دہانی عرض ہے کہ وہ اپنی خریداری کو بحال رکھتے ہوئے ایک ایک جدید خریدار کم از کم عطا فرماویں۔ تاکہ خریداران فاروق کی اتنی تعداد جلد ہو جائے۔ کہ فاروق اپنے شائع کردہ

دوبارہ توجہ دلائی جاتی ہے

گذشتہ فاروق میں "نہایت ضروری درخواست" کی سرخی سے یہ عرض کیا گیا تھا کہ فاروق دوبارہ جاری ہونے پر ہر ایک نئے اور پرانے خریدار کے نام ارسال کیا جاتا ہے۔ اگر خدانخواستہ باوجود حضرت صاحب کے جلسہ سالانہ والے ارشاد کے بھی کسی دوست کو فاروق کی خریداری منظور نہ ہو۔ تو وہ ایک کارڈ کے ذریعہ دفتر فاروق کو اطلاع دیدیں۔ اور اگر وہ کارڈ لکھنے کی تکلیف گوارا نہ کرسکیں۔ تو اتنا ہی کرلیں۔ کہ جب دوسرا پرچہ ان کے نام پہنچے۔ تو اس پر یہ لکھ کر چٹھی رسال کو واپس کردیں۔ کہ "خریداری منظور نہیں" تو وہ پرچہ دفتر میں واپس آجائیگا اور ان کے نام فاروق نہ ارسال ہوگا۔ الحمد للہ کہ سوائے دو خریداروں کے اور کسی نے خریداری سے انکار نہیں کیا۔ تاہم میں دوبارہ یہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ جن دوستوں کو اب بھی خریداری منظور نہ ہو۔ تو وہ اپنا فرض سمجھکر خواہ بذریعہ کارڈ اطلاع کرائیں یا تیسرا پرچہ جو اس کے بعد بھیجا جائیگا۔ اس کو ہی انکاری کرکے واپس کردیں۔ تاکہ اُن کے نام آئندہ فاروق نہ بھیجا جاوے۔ ورنہ جو تھا پرچہ سب کے نام وی پی بھیجا جائیگا۔ جس کو وصول کرنا ان کا قومی اور اخلاقی فرض ہوگا۔ اور جو اس وقت وی پی نہ لینا چاہیں۔ وہ اطلاع دیں۔ کہ کب وی پی کیا جائے۔ یا بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں۔ (مینجر)

جدید پروگرام کے مطابق بڑی تقطیع پر شائع ہونا شروع ہونے لگے۔

میں نے اپنے دوستوں سے جو سابق خریدار ہیں۔ اور جو نئے خریدار بنے ہیں فاروق کے ذمہ جو ۷۵۰ روپیہ قرضہ ہے اس کی ادائیگی کی ایک تجویز پیش کی تھی۔ کہ اگر تمام خریداران ایک ایک روپیہ کی کتابیں جو نہایت مفید اور قابل دید ہیں خرید لیں۔ تو نہایت آسانی سے فاروق کا گذشتہ قرضہ ادا ہو سکتا ہے۔ اور کسی پر یہ گراں بھی نہ گذرے گا۔ اور وہ کتابیں یہ ہیں۔ بطالوی کا انجام ۴ ر۔ تجلیات رحمانیہ ۶ ر۔ تحفہ مسترپان ۴ ر۔ چھوت کا بھوت ۲ ر۔ لیکن اس طرف بھی سوائے چند دوستوں کے کسی نے توجہ نہیں فرمائی۔ حالانکہ یہ نہایت سہل اور قابل قبول تجویز تھی۔ امید ہے۔ کہ دوست اس کو نظر انداز نہ کریں گے ؛

(بقیہ خبریں صـ۲)

(۷) جب تک فاروق کے اتنے خریدار نہ ہو جاویں۔ جو فاروق کو باقاعدہ ہفتہ وار نکالنے کے لئے کافی ہوں۔ اس وقت تک فاروق کو پندرہ روزہ شائع کیا جائیگا احباب ہمت کرکے جلد سے جلد خریدار عطا فرماکر حضرت صاحب کے ارشاد کی تعمیل کا ثواب حاصل کریں ؛

(۸) خریداران فاروق کے پتہ کی چٹھیاں لکھی جارہی ہیں۔ جن خریداران کے پاس فاروق ارسال ہوتا ہے۔ ان میں سے اگر کسی کا پتہ غلط ہو یا تبدیل کرانا چاہیں تو بواپسی اطلاع دیں ؛

(۹) **پتہ درکار ہے**

۱۶ ماہ حال کو ایک منی آرڈر پانچ روپیہ چار آنہ کا دفتر میں موصول ہوا ہے۔ جس میں چار روپیہ چندہ فاروق ہے۔ اور ایک روپیہ چار مشتہرہ کتابوں کی قیمت اور چار آنہ ان کا محصول ڈاک ہے۔ لیکن کوپن پر بھیجنے والے دوست نے اپنا نام اور پتہ نہیں لکھا۔ لہذا جس دوست نے یہ رقم ارسال فرمائی ہے۔ بعد شکریہ ان سے التماس ہے کہ وہ اپنا مفصل پتہ لکھکر اطلاع دیں۔ تاکہ کتابیں اور اخبار ان کو بھیجا جائے۔ (مینجر)

(۱۰) **بشارت:** ۔ الحمد للہ کہ سلسلہ کا دیرینہ خادم معزز الحکم بھیرہ جاری ہوگیا ہے۔ اسکی اجراء پر ہم محترم مدیر الحکم کو مبارک باد دیتے اور احباب سلسلہ سے اس کی بذریعہ خریداری امداد کی درخواست کرتے ہیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۴ء

پیغام بلڈنگ میں نمرودی مچھر کا ظہور

مدیر پیغام کی عقل و خرد میں فتور

اہل پیغام کے دو ڈیڑھ سو مہمانوں کے ناقابل برداشت ہجوم سے بھرے ہوئے شاندار سالانہ جلسہ کا بقدر ضرورت فوٹو میں پہلے پرچہ میں بدیں ناظرین کر چکا ہوں۔ ایسے موقعہ جلسہ یعنی جلسی رچانے والے دوستوں کے لئے یہی مناسب تھا۔ کہ ڈھکی رہنے دیتے مگر انہوں نے اسی میں اپنی خیر اور حکمت عملی سمجھی۔ کہ قبل اس کے کہ کوئی اور واقف حال ان کے جلسہ کے ڈھول کا پول کھول کر رکھ دے۔ پہلے سے ہی قادیان کے روح افزا اور ایمان پرور مگر حریفان قادیان کے لئے کمر توڑ اور سر پھوڑ جلسہ کی لاتعداد حاضری کے شمار و اعداد کی گردانوں میں گردنیاں کھانی شروع کر دیں۔ چنانچہ ۱۱ر جنوری ۳۴ء کے پیغام میں لیڈر ہی اسی موضوع کی نذر کر دیا ہے ؎

بھلا ان اونچی دوکان والے پھیکے مانسوں سے کوئی اتنا تو پوچھے۔ کہ جلسہ قادیان کا ہوا۔ خرچ قادیانیوں کا ہوا۔ تم بے جا مداخلت کرنے والے ہوتے کون ہو گذشتہ سال بھی اسی اعداد و شمار میں خامہ فرسائی کر کے مدیر پیغام نے وہ منہ کی کھائی تھی۔ کہ اس کے بعد پیغام کھائی سے منہ نہیں نکالا۔ اہل قادیان اور اخبارات قادیان اگر مہمانوں کی تعداد شمار انیس بیس ہزار بتلاتے ہیں۔ تو ان کے سامنے جو بچشم خود آکر دیکھ گئے ہیں۔ اور ان ہزاروں زائرین قادیان کا علماً اور عملاً اس اندازہ سے اتفاق ہے۔ جو منتظمین جلسہ نے پرچیوں کے مطابق کیا۔ مگر یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ دخل در معقولات کے عادی اور خواہ مخواہ کے چوہدری مدیر پیغام نے اقتضائے طبیعت سے مجبور ہو کر اپنے بے بال سر کو کھجلاتے ہوئے یوں نیش زنی کی ہے۔ کہ:۔

"انیس ہزار یا بیس ہزار کی تعداد کے بیان کو شاعرانہ مبالغہ یا حیرت انگیز دیدہ دلیری کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے"

پیغام کے اس فقرہ میں ان کی اندرونی سیاہی اور کیفیت قلبی بحال زار پکار پکار کر حسد۔ جلن۔ بغض اور شقاوت کی دوہائی مچا رہی ہے۔ ورنہ ظاہر ہے۔ کہ اصحاب الاخدود کی پیہم بیت سالہ ناکامی و نامرادی کے ثبوت کے لئے تو ان کی اپنی مسلمہ تعداد پونے آٹھ ہزار بھی کافی سے زیادہ ہے۔ کیونکہ ابتدائے خلافت ثانیہ میں بقول پیغامیاں کثیر حصہ تو اہل پیغام کے ساتھ تھا۔ اور قلیل بلکہ اقل نفوس اہل قادیان کے ساتھ تھے اس سال قادیان میں صرف ایک کمزور اور ناتجربہ کار کم عمر بچہ خلیفۃ المسیح تھا۔ مگر لاہور شریف میں خلیفوں کا ایک تالوث مقدس ہی نہیں۔ بلکہ چشم بد دور پورے تین اور دو پانچ عدد بڑے بڑے اور وزنی خلیفوں کے ڈھیر کے علاوہ ایک کھڑپنچ امیر القوم مجدد الدین بھی تھے۔ اب ناظرین اس سے اندازہ لگالیں کہ خلیفوں کے اتنے بڑے جتھے کے ساتھ خلافت کتنی بڑی ہوگی۔ مگر خدا جھوٹ دشمنوں کے بھی نصیب نہ کرے۔ خوش قسمتی سے اہل پیغام کے اس پہلے اور آخری عظیم الشان جلسہ میں شمولیت کا خاکسار فخر کو بھی فخر حاصل ہوا تھا۔ حضرت خواجہ صاحب مرحوم جن کے حصہ میں اس وقت باتفاق رائے شورائے منچسٹر لنڈن شریف کی خلافت آئی تھی۔ وہ ولایت سے فوراً کٹر چیگان خلافت کی بھونڈی تقسیم کو سنوارنے کی خاطر تشریف لائے تھے۔ اور اپنے ڈھنگ اور رنگ کا ایک لیکچر طبع کرا کر اپنے بھرے جلسہ میں لیکچر خوانی فرمائی تھی۔ بس پیغامی دوستوں کا وہ عظیم الشان جلسہ پیغام صلح جیسے واحد اخبار کی طرح واحد اکیلا جلسہ تھا۔ اس میں اہل پیغام تازہ دم اور زبانی جمع خرچ کی کثرت کے اجارہ دار تھے یہی احمدیہ مسجد ہال تھی۔ اس کا رقبہ موجودہ سے کافی کم تھا۔ غیر احمدی معززین لاہور کو منت سماجت اور عاجزانہ درخواستوں سے اور خواجہ صاحب کی شہرت قابلیت اور ظاہرداری کے تعلقات کے واسطے دے دیکر دعوتیں بھی دی گئی تھیں۔ مگر باایں ہمہ ہوا کیا۔ میں کچھ نہیں کہتا۔ اس وقت کا پیغام صلح پڑھ کر دیکھ لیں۔ تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ مسجد یہ ہال کے ۴۰×۲۶ فٹ کا وسیع میدان بھی مخلوط از دہام کے ہوتے ہوئے ایسا معلوم دے رہا تھا۔ کہ گویا جولائی اگست کا مہینہ ہے۔ اور لوگ گرمی کے مارے کشادہ دلی سے ایک دوسرے کو لاساس کا سبق لے دے رہے ہیں۔ حالانکہ یہی دسمبر کے ایام تھے۔ اور اب بیت سالہ کوششوں کے بعد یہ نتیجہ نکلا ہے۔ کہ منقصها من اطرافها کے خلاف اب وسیع شدہ صحن مسجد یہ ہال جو قریباً ۸۰×۴۰ یا کچھ کم و بیش ہے کافی نہ رہ کر مسلم ہائی سکول ۵۰×۳۰ یا کچھ کم و بیش میں جلسہ برا جا گیا ہے ؎

گو واقف کاران حال تو کچھ اور سناتے ہیں۔ کہ بدقسمتی سے پیغام بلڈنگ میں ایک نمرودی مچھر پیدا ہوا ہے۔ جو اگرچہ حالی اور قالی طور پر واقعی اور یقینی طور پر ضرور ہی قابل اعتراض اور لائق عدم توجہ ہے۔ مگر اس کے پر پرزے اور انڈے بچے نہ صرف پیغام بلڈنگ کی بدرروؤں میں ہی پھیلے ہوئے ہیں۔ بلکہ ان کی مار دور دور یعنی ایک طرف سرحد تک اور دوسری طرف سکندرآباد دیو۔ پی تک اثر کر رہی ہے۔ اور وہ اہل پیغام اور امیر پیغام کے لئے اس قدر زہریلے اور مہلک ثابت ہو رہے ہیں۔ کہ ان کے خوفناک ڈنکوں کی تاب نہ لاکر حضرت امیر نے بھی دوہائی مچا کر اپنی چالیسی انجمن کی امارت کو استعفیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیدیا۔ آخر نوبت بایں جا رسید۔ کہ اس چالیسی انجمن بشمولیت خود علی بابا نے بکثرت رائے اس استعفےٰ کی واپسی کا ریزولیوشن پاس کر کے قدرے اشک شوئی کی۔ اور چہرہ اور سر پر ہاتھ پھیر کر چمکارا اور طفل تسلی دی۔ مگر بایں ہمہ سخت خطرہ لاحق حال تھا۔ کہ کہیں اس نمرودی مچھر کی لمبی لمبی سائیں سائیں کی وجہ سے جو اس کے رسالوں ٹریکٹوں اور اشتہاروں میں امیر اور وزیروں وغیرہ کے چھوٹے موٹے رازہائے سربستہ کی ہڈی بوٹی الگ الگ کر کے دکھائی گئی ہے۔ کشتگان پیغام زندہ ہو کر اپنی ہستی کے لئے فکرمند ہوں۔ اور لاہور آنے سے باز رہیں۔ اور مسجد یہ ہال کا صحن بوجہ ضرورت سے زیادہ کشادہ ہونے کے کافی گنجان نہ ہو۔ یا اس مسجد کے چاروں طرف سے کھلے اور غیر محفوظ صحن میں وہ نمرودی مچھر بمع اپنی ذریت مخفیہ اور ظاہرہ کے سال سال کرتا ہوا آ گھسے۔ اور رہے سہے حاضرین اور سامعین سمہ تن گوش میں گھس کر کشتوں کے پشتے باندھ دیں۔ اس لئے اسی میں اپنی جان کی خیر اور نوگرفتاران بلا کے ایمان کی سلامتی سمجھی گئی۔ کہ اب کی مرتبہ جلسہ کا انعقاد مسلم ہائی سکول کے وسیع درو وسیع صحن میں قرار پایا۔ کیونکہ ایک طرف یہ صحن بوجہ سکول کی چاروں طرف کی بلڈنگ کے بالکل محفوظ ہے۔ تو دوسری طرف مغربی ہالوں کی طرح مسجد یہ ہال کے قریباً نصف ہوگا۔ تاکہ مہمانان خواہ کتنے ہی قلیل سے قلیل تعداد میں کیوں نہ آویں۔ پھر بھی مدیر صاحب پیغام یہ لکھ سکیں۔ کہ مسلم ہائی سکول کا وسیع میدان کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اس لئے محترم طوافین پیغام کی روایت ہے۔ کہ اس سکول کے دروازہ پر کڑا پہرا تھا۔ مگر یہ انتظام مسجد یہ ہال میں قریباً ناممکن تھا۔ کیونکہ بالکل اوپر ہی وہ نمرودی مچھر ہالہ بنائے رہتا ہے ؎

بات میں بات لمبی ہوگئی۔ بات تو میں یہ کر رہا تھا۔ کہ اہل پیغام کے ابتدائی جلسہ کا تزک و احتشام وہ تھا۔ اور اب انتہائی شان و شوکت کی ترقی معکوس مسلم ہائی سکول کے محدود اور مختصر سے صحن میں یوں مقید کی گئی ہے۔ اب آگے ؎

جگ تھام کے بیٹھو میری باری آئی

میرے معزز ترین پیغامی حضرات مقدس قادیان کے ظلی حج کو مسجد نور کے سابقہ صحن تک محدود چھوڑ گئے تھے۔ اس کے بعد مسجد نور کا صحن وسیع کیا گیا۔ پھر بھی وہ ناکافی ثابت ہوا۔ پھر کھلے میدان میں موجودہ طرز پر جلسہ گاہ تجویز ہوئی۔ اور ہر مخالف و موافق دیکھ رہا ہے۔ کہ ہر سال نسبتاً کشادہ کی جاتی ہے۔ مگر پھر بھی وہ ناکافی رہتی ہے۔ پس اس بعد المشرقین والمغربین پر میرے پیغامی دوست ٹھنڈے دل سے غور کر کے اپنی ترقی معکوس پر آٹھ آٹھ آنسو روئیں اور پھر بتائیں۔ کہ مدیر پیغام جلسہ قادیان کے مہمانوں کی تعداد کے فکر میں کیوں اتنے دبلے ہوئے جاتے ہیں بیس ہزار نہ سہی بیس سو ہی سہی۔ میں کہتا ہوں بیس ہی سہی۔ اتنا تو تم جبراً و قہراً اپنے مخبران معتبرہ کی روایت کی بنا پر ضرور مانتے ہو۔ کہ قادیان کا جلسہ گاہ اب بیس سال پیشتر کے جلسہ گاہ سے دوگنا بڑا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہ بوجہ خلقت کی کثرت کے اتنا بھرپور اور معمور رہتا ہے۔ کہ اکثر سفید پوش بھی بوجہ عدم گنجائش کے گیٹ کیپروں کے رحم پر آستانہ پر استادگی کو بسا غنیمت سمجھتے ہیں۔ اگر میرے اس قول کا بھی اعتبار نہ آئے تو میرے قدیم دوست بابو عبدالحق صاحب شملوی سے بے شک دریافت کر لیا جاوے۔ پس ہمارے تو ہر طرح پون بارہ ہیں ؎

کیونکہ خدا کی نصرت جماعت کے ساتھ ہوتی ہے اور حقیقی جماعت وہی کہلانے کی حقدار ہوتی ہے۔ جس کے سر پر بے اختیار پریذیڈنٹ نہیں۔ بلکہ واجب الاطاعت خلیفہ اور امام ہو۔ حقیقی اور برگزیدہ جماعت یوماً فیوماً بڑھتی پھولتی پھلتی ہے۔ ایک سے دو دو سے چار چار سے سینکڑوں ہزاروں لاکھوں ہوتی جاتی ہے۔ لیکن ایک ایسا جتھہ جو بغیر امام و پیشوا کے ہو۔ اس کے سر پر سے خدا کا ہاتھ اٹھ جاتا ہے۔ خدا کی محبت اور نصرت ساتھ نہیں ہوتی۔ اور دن بدن ننقص من اطرافها کا مورد بنتا ہے۔ آخر ایک وقت جلد بلکہ ہمارے ذاتی تجربہ کے رو سے دیکھتے دیکھتے آجاتا ہے۔ کہ وہ جتھا یزیدهم الله علیهم حسرات کا مصداق ٹھیرتا ہے۔ اور طرح طرح کی حسرتوں پشیمانیوں۔ ذلتوں اور خواریوں کا تختۂ مشق بن کر یہاں تک کہ لیمزقنهم کا نشانہ ہو جاتا ہے۔ کہ باہمی پھوٹ و نفاق اور ضعف و اختلال پیدا ہو کر مالک و مزارع میں ڈانگ سونٹے اور گالی گلوچ تک نوبت آتی ہے۔ اور ملمع سازی والا سارا وقار اور آن بان شان آن واحد میں چند اینٹوں اور مٹی کا ڈھیر بن جاتی ہے۔ ان فی ذالک لعبرة لاولی الابصار ؎

امید ہے۔ کہ مدیر پیغام میرے ان نیم خوابیدہ رموز و غوامض سے حظ وافر اٹھا کر میرے نہایت ہی مشکور و ممنون ہونگے۔ اور آئندہ جلسہ قادیان کی بست ہزاری تعداد کی جانچ پڑتال میں اپنے قیمتی دماغ اور بانتخواہ اوقات گرامی کو ضائع ہونے سے بچا کر کسی اور مفید اور تبلیغی موضوع پر خرچ کر کے بہترین استعمال کا سبق حاصل کریں گے ؎

اور اگر ضرور ہی بیس ہزار یا انیس ہزار تعداد کا ثبوت لینا ہے۔ تو اس کے متعلق ۱۴ جنوری ۱۹۳۲ء کا فاروق پڑھ لیں۔ جس میں اس مسئلہ کا عقلی نقلی اور حالی طور پر حل کیا جا چکا ہے۔ اور جس میں مزید کسر و کسور اور ضرب و تقسیم کے لئے اپنے مشہور ماہر ریاضی دان مکرم ماسٹر فقیر اللہ صاحب سے اس مسئلہ دقیقہ کو حل کرانے کے لئے ہدایت کی گئی تھی۔

بطور اشارہ صرف اتنا ہی اعادہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جب مدیر پیغام ۱۳۰×۱۳۰ فٹ مربع میں پونے آٹھ ہزار کی حاضری تسلیم کرتا ہے۔ تو پھر ساری پیغام بلڈنگ جتنی لمبی گیلری جو پندرہ سولہ قطاروں پر مشتمل تھی۔ اس کی تعداد کو بھی اپنے مسلمہ پونے آٹھ ہزار میں جمع کر لے۔ اور پھر بتائے کہ بیس یا انیس ہزار کے قریب پہنچی مرد و زن اور بچہ درست ہے یا نہیں؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی ثناء اللہ صاحب اب تو خوش ہونگے

اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کی خریداری میں پانسو کی تعداد کا اضافہ

— اور —

پورے ایک ہزار پرچہ کی خریداری کا اعلان

ناظرین کرام! پچھلے پرچہ میں خاکسار نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے آخری فیصلہ کی ایک آسان بلکہ ایک فریق کے لئے زرین تجویز نکالی تھی۔ جس پر عمل کرنے سے امرتسری صاحب کا بجائے نقصان کے سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے۔ کہ ایک تو حضرت مرزا صاحب قادیانی کی وہ تحریر بکثرت سے خود مرزائیوں کے ہاتھوں سے شائع ہوگی۔ جس میں حضرت مرزا صاحب نے خود لکھکر فیصلہ فرمادیا ہے۔ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوجائے گا۔ دوسرے روپیہ کی تھیلیاں بوجھاڑ پڑکر مولوی امرتسری صاحب کیلئے زرین ہوجائیں گے۔ نالے لج نے نالے و نج۔

مگر آج مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو ایک اور خوشخبری سنانے لگا ہوں۔ امید ہے۔ کہ مولوی صاحب موصوف اب خوشی کے مارے پھولے نہ سمائینگے۔ اور وہ یہ کہ مندرجہ ذیل احباب نے میری درخواست خریداری پڑھکر اپنی اپنی طرف سے مزید درخواستیں خریداری کی بھیج دی ہیں۔ سوان کو بھی میری سابقہ درخواست خریداری برائے پانچ سو تعداد کے ساتھ ملحق کرکے اب **ایک ہزار** پرچہ کی خریداری سمجھ لیں۔ ان دوستوں کے نام یہ ہیں:۔

(۱) مکرم معظم مولوی غلام رسول صاحب صاف راجیکی ۱۰۰ پرچے

(۲) مکرم معظم حافظ سید عبدالمجید صاحب آف منصوری ۱۰۰ پرچے

(۳) خویم مکرم غلام محمد صاحب اختر ریلوے وارڈن ۱۰۰ پرچے

(۴) مخدومی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق ۱۰۰ پرچے

(۵) جماعت پشاور ۱۰۰ پرچے

(۶) خاکسار احقر دیرینہ خادم کی سابقہ درخواست ۵۰۰ پرچے

کل تعداد پوری ۱۰۰۰ پرچے

مکرم مولوی صاحب۔ اب تو تعداد بڑھ جانے سے آپ کا خرچ ایک پیسہ فی پرچہ کے قریب ہوگا۔ مگر ہم اپنے اقرار کے مطابق وہی قیمت دینے کو طیار ہیں۔ جو پہلے عرض کرچکے ہیں۔

مولانا! ہماری اس درخواست کو ضرور اور جلدی شرف قبولیت بخشیئے۔ اور روز روز کی سمع خراشی اور دماغ سوزی اور جگر دوزی سے بچ جایئے۔ کیونکہ یہ پرچہ ہی آپ کے آخری فیصلہ کا بنیادی پتھر ہے۔ اور آپ کے ان آخری ایام میں آپ کے لیکچروں مناظروں اور رزق و شہرت یابی کا یہی ایک واحد ذریعہ ہے۔ آئے دن آپ اسی آخری فیصلہ کی دوہائی مچاتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ دو چار سال سے آپ کو اپنی شہرت قائم رکھنے اور اپنی خانہ پوری کرنے کے لئے قادیان کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ایک اشتہاری شائع کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ اس سال بھی اسی مضمون کی مختصر سی اشتہاری آپ نے شائع فرمائی۔ اور آپ کا ایک کم عمر چیلہ وہ ہدیہ مجھے دیتے ہی فرار ہوگیا۔ بڑی مشکل سے میں نے اس غریب کو پچکار چمکار کر واپس بلایا۔ اور نہایت محبت و نرمی سے اس برخوردار کو سمجھایا۔ کہ تم ڈرو مت

مدیر پیغام کو گو یقین نہیں آئیگا۔ ورنہ وہ اگر میرے دوست بابو عبدالحق صاحب شملوی سے دریافت کرے تو اسے معلوم ہوجائے گا۔ کہ قادیان کا زنانہ جلسہ گاہ، بھی مسلم ہائی سکول اور احمدیہ مسجد یہ ہال بلکہ پیغام بلڈنگ کے اکثر حصہ کو ملا کر برابر ہوگا۔ اور وہ تمام کا تمام جلسہ گاہ مسلم ہائی سکول کے تنگ صحن کی طرح کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ پس اب مہربانی کرکے مدیر پیغام جلسہ گاہ ۱۳۰ × ۱۳۰ + پیغام بلڈنگ جتنی لمبی گیلری + زنانہ جلسہ گاہ جو برابر ہے مسلم ہائی سکول + مسجد یہ ہال اور اکثر حصہ پیغام بلڈنگ کے۔ ان سب تعدادوں کو جمع کرکے اپنے دل پر ہاتھ رکھکر بتائے۔ کہ آیا یہ چیز کا اندازہ انیس بیس ہزار صحیح ہے یا نہیں؟ اور اب اس کے مقابل ذرا شرم و لحاظ کو حسب معمول بالائے طاق رکھکر اپنے بیرونی مہمانوں کی صحیح تعداد بھی لکھدے تاکہ پبلک پیغام کے اخباری پروپیگنڈے اور نشاندار جھلک اور رونق کی حقیقت سے آگاہ ہوجائے:۔

پس اگر اس قدر معقولیت اور منقولیت اور حساب و شمار کی تفصیل پر بھی مدیر پیغام کے خیال شریف میں قادیان کے مہمانوں کی تعداد سمجھ میں نہ آئی۔ تو انشاء اللہ العزیز پھر کبھی اور طریق سے سمجھانیکی کوشش کی جاوے گی۔ سردست اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور اس کو اس مشہور مصرعہ پر عمل کرنے کو کہتا ہوں۔ کہ ؎

تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

(خاکسار فخرالدین ملتانی)

اظہار الحق

یہ وہ تازہ تصنیف ہے۔ جو امسال جلسہ سالانہ پر متعلق فسخ نکاح بہاولپور۔ مولوی غلام احمد صاحب مجاہد مولوی فاضل نے تصنیف کرکے شائع کی ہے۔ جس میں ان تمام اعتراضات و الزامات کا جواب دیا ہے۔ جن کی بنا پر غیر احمدی علماء نے یہ فتویٰ دیا تھا۔ کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کے خلاف تعلیم دی ہے۔ اس لئے غیر احمدی عورت کا نکاح احمدی مرد سے نہیں ہوسکتا۔ یہ کتاب قابل دید ہے۔ قیمت صرف ۱۲ر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں تو اس اشتہارنی کے فیصلہ کو خدا سے چاہ رہا ہوں۔ اور میں نے اس عزیز کو اپنے پانصدی چیلنج کی تفصیل مختصراً سنائی سمجھائی۔ اس پر اس کی آنکھیں کھلیں۔ اور میرا نام و پتہ دریافت کیا۔ مجھ حقیر کا جب اس کو نام وغیرہ معلوم ہوا۔ تو چونکا۔ گھبرایا۔ تلملایا اور اس کے منہ پر سکوت سا چھایا۔ اور بڑبڑایا۔ کہ اس کا جواب میں آپ کو پیر تک لادوں گا۔

ایام جلسہ میں وہ دن غالباً جمعرات کا تھا۔ میں نے اسی وقت اس کو آمادہ کرنے کے لئے پیشگوئیاً للکار کر کہا۔ کہ تم پیر تک ہرگز نہ آؤ گے۔ میں نے اس کا نام و پتہ پوچھا۔ تو اس نے اپنا نام یحییٰ سکنہ بھانبڑی بتایا۔ مگر اس موعودہ پیر یہ آج یہ تیسرا چوتھا پیر گذر چکا ہے۔ لیکن نہ ہی وہ عزیز آیا۔ اور نہ ہی اس عزیز کا پیر آیا۔ وہ نہ آتا۔ تو کم از کم مولوی محمد یعقوب آف بھانبڑی اس عزیز کا پیر ہی آجاتا۔ جس کو دو سال قبل میں آنجناب آف امرت سری کی فراری مفصلاً اور مکملاً ہر دو فریقوں کی تحریروں سے نہ نشین کر چکا ہوا ہوں۔ میرا اپنا یقین ہے۔ کہ نہ صرف وہ بچہ اپنے کئے پر پچھتا رہا ہوگا۔ بلکہ میرا حسن ظن مجھے یہ بھی یقین دلا رہا ہے۔ کہ مولوی یعقوب کی لعن وطعن اور زجر و توبیخ کا تختۂ مشق بھی بن رہا ہوگا۔ کہ وہ کیوں خاکسار کو اشتہار دینے گیا۔ خیر بہرحال کچھ ہی ہو۔ اس اشتہارنی میں نئی بات تو سوائے اس پرانی رٹنی کے اور کیا ہو سکتی تھی۔ اس کو دیکھکر مجھے آپ کے حال زار پر رحم آیا۔ تو میں نے یہ صورت نکالی۔ کہ آپ کو اس سالانہ اشتہارنی بازی کے بارگراں سے بچانے کی خاطر ایک دم ایک ہزار پرچے ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء کے خرید لوں۔ اور اپنے بیگانوں میں تقسیم کر کے آپ کے نام نامی کو بالا کر دوں۔

آپ بھولے نہ ہونگے۔ اس سے قبل بھی عرصہ دو سال کا گذرتا ہے۔ کہ پانچ سو روپیہ بطور انعام اسی موضوع پر فیصلہ کرنے کے لئے پیش کر چکا ہوں۔ آپ نے آمادگی بھی ظاہر کی سرینج بھی خود ہی انتخاب فرمایا۔ شرائط بھی من مانی سنوالیں۔ پھر اس کے بعد معلوم آپ کو کیا سوجھی۔ کہ سب کچھ کئے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ میں تو اب بھی آپ کے فرار شدہ تبادلہ خیالات کے لئے اسی پانصد روپیہ انعام کے ساتھ اور اپنی شرائط کی پابندی کے ماتحت حاضر خدمت ہونے کو طیار ہوں۔ اور بار بار آپ کے گوش گذار کر چکا ہوں۔ اور کر رہا ہوں۔ مگر خدا معلوم آپ مجھ عاجز سے اس قدر کیوں روٹھ گئے ہیں۔

دنیا کیا کہتی ہوگی۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جیسا شیر پنجاب بڑوں بڑوں مثلاً حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور مولوی محمد علی صاحب آف لاہور کو بذریعہ اشتہارنیوں کے اس آخری فیصلہ کے فیصلہ کن تبادلہ خیالات کے لئے درخواستیں دے رہا ہے۔ جس کا نتیجہ یقیناً حبث اور صفر ہے۔ کیونکہ اس میں کچھ ملتا ملاتا نہیں۔ مگر عرصہ تین سال سے ایک انسان پورے پانصد روپیہ کی چھنکتی ہوئی تھیلی پیش کر کے عاجزیاں کر رہا ہے۔ کہ للہ ایک نظر ادھر بھی۔ مگر ادھر نظر عنایت کی جرأت نہیں ہوتی۔ کیوں! براہ کرم اس گتھی کو بھی سلجھائیے۔ اور ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء کا اہلحدیث نمبر جلد سے جلد پورے کا پورا چھپوا کر ایک ہزار تعداد نقد قیمت پر مجھے دلوائیے۔ بصورت خاموشی یا عدم تعمیل جو کچھ نتیجہ ہوگا۔ وہ ظاہر ہی ہے۔ زیادہ کیا عرض کروں۔

(نیاز مند قدیم :۔ فخر الدین ملتانی)

فاروق نصف قیمت پر

مکرمی ڈاکٹر سید عبدالوحید صاحب نے دو پرچوں کی قیمت اپنی جیب سے عطا فرمائی ہے تاکہ کسی غریب احمدیوں کے نام جو فاروق شائق ہوں دو اخبار جاری کر دیئے جاویں۔ لیکن میں چاہتا ہوں ایسے غریب احمدیوں کے نام چار پرچے نصف قیمت پر سال بھر کے لئے جاری کرنا چاہتا ہوں۔ جو صرف دو روپیہ چندہ خود ادا کریں اور دو روپیہ ڈاکٹر صاحب عطا فرماویں گے۔ اس طرح بجائے دو پرچوں کے چار پرچے جاری ہو سکتے ہیں۔ یہ چندہ بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنا چاہئے۔ (ایڈیٹر)

غیر احمدی مشن

رسالہ کذبات مرزا کا جواب

(گذشتہ سے پیوستہ)

قتل لیکھرام اور صداقت مسیح موعود کے نشان

واقعات قتل لیکھرام

جو ہندی سوانح عمری لیکھرام مرتبہ لالہ منشی رام المعروف بہ سوامی شردھانند جی نے شائع کئے ہیں۔ اردو میں ترجمہ کر کے لکھتے ہیں۔ گو لالہ منشی رام صاحب نے ان واقعات کو اپنے رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔ تاہم وہ واقعات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہیں۔ اور وہ یہ ہیں :۔

"فروری ۱۸۹۷ء کے درمیان میں ایک کالا گٹھے ہوئے بدن کا۔ بھیانک۔ ناٹا جوان دیانند کالج میں پنڈت لیکھرام کو پوچھتا ہوا گیا۔ وہاں سے پتہ لیتے ہوئے پنڈت لیکھرام کے جائے قیام پر پہنچا۔ اور پنڈت جی سے درخواست کی۔ کہ وہ اصل میں ہندو تھا۔ مگر دو سال سے مسلمان ہو گیا ہے۔ اور اب دوبارہ شدھ ہو کر ہندو بننے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔ پنڈت لیکھرام نے وعدہ کیا۔ کہ وہ اسے ضرور شدھ کر لیں گے۔

پنڈت لیکھرام کو کئی مقامات سے آریہ بھائی خبردار کر رہے تھے۔ کہ محمدی لوگ ان کے مروا ڈالنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ مگر ایسی اطلاعیں لیکھرام پر الٹا اثر کرتی تھیں۔ اور انہوں نے اس اجنبی کے بارے میں کچھ بھی تحقیق نہ کیا۔ کہ وہ کون ہے۔ اور کہاں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آیا ہے۔ اور نہ اس سے کچھ پوچھا۔ بعض آریہ بھائیوں نے پتہ لگانا چاہا۔ جس پر اس (قاتل) نے اپنے آپ کو بنگالی بتلایا۔ لیکن ہر آٹھ لفظوں میں سے صرف دو بنگالی لفظ سمجھ سکتا تھا۔ جس نے اس کی شکل دیکھی بغیر سوچے سمجھے کہدیا کہ وہ بوچڑ (جلاد۔ قصائی) ہے۔ گمان ہوتا تھا۔ کہ وہ ٹیلہ کے علاقہ کا رہنے والا تھا۔

یہ ٹیلوی بوچڑ پنڈت لیکھرام کے ساتھ پھرتا رہا۔ دو تین بار پنڈت جی کے گھر کھانا کھاتا بھی دیکھا گیا۔ دن میں وہ پنڈت جی کے ساتھ رہتا تھا۔ مگر اس کے متعلق کسی کو پتہ نہ تھا۔ کہ وہ رات کہاں بسر کرتا تھا؟

دھرم ویر کے قتل ہونے کے بعد پولیس کی تفتیش کرنے کے موقع پر پتہ لگا۔ کہ رات کو وہ اس جگہ رہتا تھا۔ جہاں لیکھرام کے قتل کی سازش ہوتی تھی (سبحان اللہ کیا خوب پتہ لگا ہے۔ پھر اگر پوچھا جائے۔ کہ لیکھرام کے قتل کی سازش کہاں ہوتی تھی۔ تو جواب مل جائیگا۔ جہاں وہ بوچڑ رہتا تھا۔ یہ ویسی ہی مثال ہے۔ کہ ایک چور کسی گھر میں ستون سے بندھا ہوا پایا گیا۔ اس سے پوچھا گیا "تینوں کن بنھیا" اس نے جواب دیا "جنھے تھوڈا گھر بھنیاں" پوچھا گیا۔ "ساڈا گھر کنھے بھنیاں" جواب دیا۔ جنھے تینوں بنھیاں" (ظہر۔)

یکم مارچ کو پنڈت لیکھرام سبھا (انجمن) کے حکم سے ملتان پہنچے۔ جہاں ۴ رمارچ تک ۴ لیکچر دیئے (اس کے بعد) سبھا نے سکھر جانے کے لئے تار دیا۔ مگر طاعون کے باعث ملتان کے ممبران آریہ سماج نے (لیکھرام کو) وہاں جانے سے روک لیا۔ ان کو کیا معلوم تھا۔ کہ ایک موہوم خطرہ سے بچا کر اپنے بہادر کو سیدھا موت کے منہ میں بھیج رہے ہیں۔ پھر پنڈت لیکھرام مظفر گڑھ کے لئے تیار ہوئے۔ مگر نہ جانے کیوں پھر سیدھے لاہور کو لوٹ پڑے۔ جہاں وہ ۶ رمارچ کی دوپہر کو پہنچ گئے۔

---

۵ رمارچ کو عید کا دن تھا۔ اس سے بڑھ کر محمدی مت کی جڑ کھوکھلی کرنے والے کو (مراد لیکھرام ہے) قتل کرنے کا اعلیٰ موقعہ کب مل سکتا تھا۔ اس دن بوچڑ (یعنی ہندو قاتل) نے آریہ مسافر کی جائے رہائش۔ آریہ پرتی ندی سبھا کے دفتر اور ریلوے سٹیشن پر اٹھارہ چکر لگائے ۶ رمارچ کی صبح کو پھر پنڈت جی کے گھر پہنچا (مگر) وہ ابھی لوٹے نہ تھے۔ پھر سبھا کے دفتر میں گیا۔ لیکن وہاں سے بھی ناامید لوٹا۔

۲ بجے پنڈت لیکھرام کے ساتھ سبھا کے دفتر میں پھر پہنچا۔ گلی کی طرف منہ کر کے کھڑکی میں بیٹھ گیا۔ اس دن تھوکتا بہت تھا۔ سبھا کے کلرک نے کہا۔ پنڈت جی یہ آدمی جگہ خراب کر رہا ہے۔ بھوسے آریہ مسافر بولے "بھائی بیٹھا رہنے دو تمہارا کیا لیتا ہے"

اس دن عادت کے خلاف اس نے اپنا تمام بدن کمبل سے ڈھانکا ہوا تھا۔ سبھا سے چلتے وقت کانپا۔ پنڈت جی نے پوچھا۔ کہ بخار تو نہیں ہے؟ آہستہ سے بولا "ہاں اور کچھ درد بھی ہے" پنڈت لیکھرام اس کو علاج کے لئے ڈاکٹر وشنو کے پاس لے گئے۔ نبض دیکھکر ڈاکٹر نے کہا "بخار وخار تو معلوم نہیں ہوتا۔ اس کا خون جوش میں ہے۔ اور تھکن معلوم ہوتی ہے۔ اگر درد ہے تو پلاسٹر لگا دیا جائے" قاتل نے کہا۔ کہ "لگانے کی نہیں کوئی پینے کی دوائی دیجئے"

اگر اس وقت کمبل اتار کر اسے دوائی لگانے کا ارادہ ہوتا۔ تو کمر میں لگی ہوئی چھری پکڑی جاتی مگر آریہ مسافر تو خود بلیدان ... ہونے کی تیاری کر رہے تھے (لیکھرام نے) سفارش کی کہ پینے ہی کی دوائی دی جائے" ڈاکٹر نے کہا کوئی شربت پی لیوے۔ نہ جانے کہاں سے شربت پلوا کر بزاز کی دکان پر گئے۔ اور اسی قاتل کے ہاتھ ایک رقعہ والدہ کو دکھانے کے لئے بھیجا۔ بزاز نے قاتل کے چلے جانے پر کہا "پنڈت جی کیا بھیانک آدمی لئے پھرتے ہو" دھرم ویر شدھی کے دھن میں مست جواب دیتے ہیں "بھائی ایسا مت کہو۔ یہ دھرماتما آدمی ہے۔ شدھ ہونے آیا ہے"

گھر جا کر پنڈت جی جس کھلے برآمدے میں کام کرتے تھے۔ وہاں چارپائی پر بیٹھ کر (سوامی دیانند کے) جیون چرتر (سوانح عمری) کے متعلق کام کرنے لگ گئے۔ ان کے بائیں طرف کرسی پر قاتل بیٹھ گیا۔

۷ بجے شام لالہ جیونداس اور لالہ کدارناتھ جی آئے اور (گلے (دن) اتوار کے لئے لیکچر دینے کا وعدہ لے کر چلے گئے۔ قاتل بیٹھا رہا۔ والدہ باورچی خانہ میں تھی۔ اور اہلیہ الگ دوسرے کمرہ میں بیٹھی پڑھ رہی تھی۔ تب پنڈت لیکھرام نے قاتل کو کہا۔ اب دیر ہو گئی ہے۔ بھائی تم بھی آرام کرو" قاتل نہ ہلا دس منٹ کے بعد ماتا جی نے چوکے میں بیٹھے ہوئے کہا "بیٹا لیکھرام ابھی نہیں آیا"

پنڈت لیکھرام اس وقت رشی دیانند کی موت کا آخری نظارہ کھینچ رہے تھے۔ کاغذات وہیں رکھ دیئے۔ اور چارپائی سے اس طرف اتر کر جدھر قاتل بیٹھا تھا۔ اپنی عادت کے مطابق آنکھیں بند اور دونو بازو اوپر اٹھا کر زور سے انگڑائی لیتے ہوئے کہا "او فو بھول گیا" (یعنی تیل منگانا ناقل) اس موقعہ پر آریہ مسافر اس طرح سینہ تان کر کھڑے ہوئے۔ کہ جس کی انتظار قاتل کو تھی۔ اور وہ موقع آگیا (بس پھر کیا تھا) یکدم مشاق ہاتھ نے چھری پیٹ کے اندر گھسیڑ کر اسی طرح گھمائی کہ آٹھ دس گھاؤ اندر آئے۔ اور انتڑیاں باہر نکل پڑیں۔

(سوانح عمری لیکھرام ہندی صفحہ ۱۹۷ تا صفحہ ۲۰۰)

انتڑیوں کا باہر نکلنا تھا۔ کہ بائیں ہاتھ سے باہر نکلی ہوئی انتڑیوں کو سنبھال کر داہنے ہاتھ کو قاتل کے ہاتھ پر ڈال دیا (غالباً اسے پکڑنا چاہا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

... پہلی جھپٹ میں لڑنے بھڑنے سیڑھیوں کے پاس جا پہنچے۔ اور قاتل کے ہاتھ سے چھری چھین لی۔ قاتل کے دو ہاتھ۔ مگر دھرم ویر کا ایک ہاتھ تھا۔ اور خون کی دھار بہ رہی تھی۔ ممکن تھا کہ قاتل پھر چھری چھین لے۔ مگر لکشمی دیوی (زوجہ لیکھرام نے جھوٹی لوک لجا (دنیا کی شرم وحیا) کو پرے پھینکا۔ اور ہاتھ جا مارا۔ اور چھری دھرم ویر کے ہاتھ میں رہ گئی۔ لکشمی دیوی نے اس ڈر سے کہ قاتل کہیں پھر حملہ نہ کرے دھرم ویر کو روئی (رضائی) کی طرف کھینچا۔ مگر قاتل کے سخت دل کو اس پر بھی صبر نہ ہوا۔ اور وہ خونی آنکھوں سے ڈراتا ہوا پیچھے (یعنی سیڑھیوں کے پاس سے لوٹ کر لیکھرام کی طرف) دوڑنے لگا۔ کہ ماتا جی نے دونوں ہاتھوں سے اسے پکڑ لیا۔ اس وقت قاتل بھی ہانپنے لگ گیا تھا۔ اور اس نے پاس ہی پڑا ہوا بیلتا جھپٹ کر اٹھا لیا اور ماتا جی کو دو تین چوٹیں لگائیں۔ اور وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑیں۔ اور قاتل سیڑھیوں سے اتر کر نہ معلوم کہاں غائب ہو گیا۔"

(سوانح عمری ہندی صفحہ ۲۰۱ و صفحہ ۲۰۲)

"... چوٹی لگنے سے پورے دو گھنٹے کے بعد ڈاکٹر پیری صاحب آئے۔ اور پھر برابر دو گھنٹے تک ڈاکٹر صاحب کٹی ہوئی آنتوں کو سیتے رہے۔ ایک جگہ کی آنت کٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی تھی۔ آٹھ بڑے گھاؤ اور بہت سے چھوٹے گھاؤ بھی تھے۔ ڈاکٹر پیری حیران تھے۔ کہ دو گھنٹہ تک جس کے جسم سے خون بہتا رہا وہ کیسے زندہ رہ سکتا ہے۔ اس لئے انہوں نے کہا۔ کہ معمولی حالت میں تو ایسے زخم لگنے پر کوئی آدمی نہیں بچ سکتا۔ لیکن جو اتنا عرصہ باہوش رہا۔ شاید وہ بچ جائے۔ اگر یہ بچ گیا۔ تو معجزہ ہی سمجھنا چاہیئے۔

رات کے ۱½ بجے تک (لیکھرام) ہوش میں رہے۔ ... دو بجے کے قریب دیر کے طور بدل گئے۔ دو بار زور سے ہاتھ ہلائے۔ اور پانچ منٹ میں ہاتھ سیدھے کر کے سردی کی نیند سو گئے۔"

(سوانح عمری ہندی صفحہ ۲۰۱ و صفحہ ۲۰۲)

دیکھو مندرجہ بالا تحریر سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان کیسے پھوٹ پھوٹ کر ظاہر ہو رہا ہے:۔

(اوّل) ۲۰ رفروری ۱۸۹۳ء سے چھ سال کے اندر ۶ رمارچ ۱۸۹۷ء کو لیکھرام قتل ہوا۔ ہسپتال میں بھی چیر پھاڑ ہوئی پھر جلایا گیا گو سالہ سامری کی طرح۔

(دوم) ۶ بجے شام کے مجروح کیا گیا۔ اور ۲ بجے صبح اس نے جان دی۔ اس طرح ۸ گھنٹے عذاب شدید میں مبتلا رہا۔ اور عذاب کو دیکھ کر موا۔ جیسا کہ اس کی خواہش تھی۔

(سوم) عید سے ملتے ہوئے دن میں قتل ہوا۔

(چہارم) اتوار کے دن میں جان دی۔ جس دن فرشتہ نے پوچھا۔ کہ لیکھرام کہاں ہے۔ یعنی اتوار کے دن فرشتہ کا چار بجے صبح آنا اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ لیکھرام اس سے پہلے دنیا سے کوچ کر چکا ہوگا۔ اسی لئے اس نے پوچھا۔ کہ لیکھرام کہاں ہے یعنی اب دنیا میں موجود نہیں۔ اس کا فیصلہ ہو چکا۔

(پنجم) قاتل کا چھ ماہ میں ہو جانا۔ جیسا کہ لالہ ملتی رام صاحب نے بھی لکھا ہے۔ کہ قاتل سیڑھیوں سے اتر کر نہ معلوم کہاں غائب ہو گیا۔

(ششم) لیکھرام کا ملتان سے مظفر گڑھ کے ارادہ سے چلنا مگر لاہور کی طرف روانہ ہو جانا اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے واسطے شامتِ اعمال لاہور کی طرف کھینچ لائی۔ اور وہ مجبوراً کھنچا کھنچا یا اپنے قاتل کو ساتھ لیکر مقتل میں آموجود ہوا۔

(ہفتم) حسب تحریر لالہ ملتی رام صاحب قاتل نے ۵ رمارچ کو آریہ مسافر کی جائے رہائش اور آریہ پرتی ندھی سبھا کے دفتر اور ریلوے اسٹیشن پر ۱۸ چکر لگائے۔ اور ۶ رمارچ کی صبح کو پھر پنڈت جی کے گھر پہنچا۔ وہ ابھی کوٹے نہ تھے۔ پھر سبھا کے دفتر میں گیا۔ مگر وہاں سے بھی ناامید لوٹا۔ ۲ بجے پنڈت لیکھرام کے ساتھ سبھا کے دفتر میں پھر پہنچا۔ کیا سبھا کے دفتر والوں نے اسے یہ نہ بتایا ہوگا۔ کہ پنڈت جی کے نام سکھ جانے کا تار بھیجدیا گیا ہے وہ آج کل واپس آنے والے نہیں۔ بلکہ سکھر کو روانہ ہو گئے ہوں گے۔

بتایا ہوگا اور ضرور بتایا ہوگا۔ مگر اس کا بار بار چکر کاٹنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ موقعہ مقررہ پر لیکھرام کے واپس آنے کا منتظر تھا۔ اور اسے یقین تھا۔ کہ ان کی تاریں اس کو اپنے مقتل میں واپس آنے سے نہیں روک سکتیں۔ وہ آئیگا۔ اور ضرور آئے گا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا عظیم الشان نشان دنیا میں قائم کر جائیگا۔

(ہشتم) آریہ لوگوں کے تنبیہ کرتے رہنے پر بھی لیکھرام کا تنبیہ نہ ہونا۔ اور خاص عید کے متصل مقررہ دن میں جس کے متعلق پیشگوئی شائع ہو چکی ہوئی تھی۔ باوجود دفتر کے کلرک اور ڈاکٹر اور بزاز کے تنبیہ کرنے کے پھر بھی لیکھرام کا احتیاط نہ کرنا اور اسے ساتھ لئے پھرنا اور تنہائی میں اپنے بالاخانہ پر پاس بٹھائے رکھنا۔ کیا یہ تقدیر الٰہی کے کرشمے نہیں تھے۔

(نہم) پھر عین وقت مقررہ پر چارپائی سے اٹھکر قاتل کے سامنے جا کر انگڑائی لینا۔ آنکھیں بند کر لینا اور پیٹ کو بالکل اس کے سامنے کر دینا۔ تاکہ وہ بڑی آسانی اور فراغت کے ساتھ جس قدر اور جس طرح چاہے چیر پھاڑ کرے اس بات کا ثبوت ہے کہ لیکھرام خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت مجبور تھا۔ کہ اپنی شامتِ اعمال کی وجہ سے اپنے ہاتھوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان ظاہر کرے۔

غرض کہ نشان ۲۔ عبداللہ آتھم کے متعلق ظاہر ہوا۔ جو عیسائیت کا علم بردار ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ پر آیا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور صلیب پرستی کا غلبہ چاہتا تھا۔ اور نشان نمبر ۴ لیکھرام کے متعلق ظاہر ہوا۔ جو آریہ مت کی حمایت کے لئے اٹھا تھا۔ اور نیوگ جیسے حیاسوز اور خنزیر صفت عقیدے کا مؤید تھا۔ خداوند تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے صلیب کو شکست دلوائی۔ اور خنزیری عقیدہ کے مؤید کی تیغِ زبان کو اس کے لئے تیغ جان ستان بنا دیا۔ اور ان دونو واقعات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یکجائی طور پر عیسیٰ ابن مریم کے کارناموں میں بیان فرمایا ہے۔

چنانچہ فرمایا ہے۔ یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر یعنی عیسیٰ ابن مریم صلیب کو توڑے گا۔ اور خنزیر کو قتل کریگا۔ یہ دونو واقعات پے در پے ۱۸۹۶ء اور ۱۸۹۷ء میں ظہور پذیر ہوئے۔ ۱۸۹۶ء میں عبد اللہ آتھم کے متعلق نشان ظاہر ہوا۔ اور ۱۸۹۷ء میں لیکھرام کے متعلق۔ جس ترتیب سے حدیث میں مذکور ہے اسی ترتیب سے ظہور میں آئے۔ اور حدیث کے مندرجہ بالا الفاظ کے اعداد بحساب جمل ۱۸۹۷ ہیں۔ اور یہی سن عیسوی ان ہر دو نشانات کے ظہور کا منتہا ہے۔

نشانات تو اس زمانہ میں اور بھی ظہور پذیر ہوئے مگر بطور نمونہ پیش کرنے کے واسطے یہی کافی ہیں۔ جب ایسے ایسے عظیم الشان نشانات کا انکار کیا گیا۔ اور ان کی صداقت کا یقین نہ کیا گیا۔ تو حسب فرمودہ الٰہی وہ دابۃ الارض یعنی زمینی کیڑا نکلا۔ جس نے کاٹنا اور زخمی اور ہلاک کرنا شروع کر دیا۔ اور ملک میں ایک قیامت برپا کر دی۔ یہی کیڑا طاعون کے نام سے مشہور ہوا۔ اور وہ طعنے جو دشمنوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیئے۔ جن کی نسبت حضور نے فرمایا ہے

از طعنِ دشمناں خبرے چوں شود مرا
کاندر خیال دوست بخواب خوش اندام

ہاں وہی طعنے طاعون کی شکل میں نمودار ہوئے۔ اور لوگوں کے گلے اور بغل ران کو زخمی کرتے ہوئے ان کی جان کے لاگو ہو گئے۔ (باقی دارد)

احمدیہ پریس کی حالت
قابل توجہ قوم

یہ زمانہ نشر و اشاعت کا زمانہ ہے۔ اور اس زمانہ میں جو اہمیت پریس کو حاصل ہے۔ وہ کسی اور چیز کو نہیں۔ اس امر سے کون صاحب عقل و شعور انکار کر سکتا ہے۔ کہ ہر قوم کی طاقت و قوت اور شوکت و بسالت کا اندازہ ان دنوں اس کے پریس سے کیا جاتا ہے۔ بلکہ یہ کہنا بالکل صحیح اور بجا ہوگا۔ کہ فی زمانہ پریس ہی کسی قوم کی زندگی کا ثبوت ہے۔ جس کا پریس مضبوط نہیں۔ دنیا میں اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ کوئی آواز نہیں۔ اس کے حقوق کا اور تو اور گورنمنٹ بھی اس قدر پاس نہیں کرتی۔ اور ہر معاملہ میں اسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

اس زمانہ کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے عمل سے پریس کی اہمیت کو واضح کر دیا ہے۔ اور یہ بات بالکل ظاہر ہے۔ کہ آپ نے اس قدر عظیم الشان کام محض پریس کے ذریعہ کیا ہے۔ یہی وہ چیز ہے۔ جس سے آپ نے گوشہ تنہائی اور ایک ایسے مقام پر بیٹھے ہوئے جو متمدن دنیا سے بالکل الگ تھلگ اور علیحدہ تھا۔ دنیا کے اندر ایک انقلاب عظیم بپا کر دیا۔ اور ایک بہت ہی قلیل عرصہ میں تمام دنیا میں اپنا پیغام پہنچا دیا۔ آپ کی زندگی پر اگر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے پریس سے بہت ہی زبردست کام لیا ہے۔

قرآن کریم پر غور کرنے سے بھی اس امر کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ یہ زمانہ نشر و اشاعت اور پریس و پروپیگنڈا کا زمانہ ہے۔ کیونکہ اذا الصحف نشرت اس کے بارہ میں آیا ہے۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ مسیح موعود کے زمانہ میں پریس اپنے انتہائی کمال پر پہنچا ہوا ہوگا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلطان القلم کا خطاب دیکر بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس نکتہ کی طرف متوجہ کیا ہے۔ کہ یہ زمانہ قلم سے کام لینے کا ہے۔ بالخصوص جماعت احمدیہ کا بھی کام تمام دنیا سے ممتاز ہونا چاہیئے۔

لیکن ہم نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ نے اس بات کی طرف کما حقہ توجہ نہیں کی۔ اور وہ جماعت جو دنیا میں اسلام کا بول بالا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قائم کی ہے۔ جس نے مادہ پرست دنیا کو خدائے واحد کے آستانہ پر لا کر ڈالنا ہے۔ اور جس نے شرک و بدعت کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر اس کی جگہ خالص توحید قائم کرنی اور خیالات کے لحاظ سے ایک نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کرنا ہے۔ پریس کی اہمیت کو محسوس نہیں کرتی۔ ہمارے سامنے ایک اہتمام بالشان کام ہے۔ لیکن اسے سرانجام دینے کا جو بہترین بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ واحد ذریعہ ہے۔ اسے استعمال لانے کی طرف ہماری جماعت کی توجہ بہت ہی کم ہے۔

ہمارے دوستوں کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ آخر وہ کونسا طریق ہے۔ جس سے وہ اس قدر عظیم الشان ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ ہر انسان کو اس قدر فرصت نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی ہر شخص اس بات کا اہل ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے خیالات کو قابل قبول صورت میں بنی نوع انسان کے سامنے پیش کر سکے۔ اور اس لئے ماننا پڑے گا۔ کہ مادہ پرست دنیا عیش و عشرت میں غافل اور سرشار دنیا۔ گناہوں میں ڈوبی ہوئی دنیا اور جہالت و تاریکی میں پھنسی دنیا کے خیالات میں انقلاب اور پاک تبدیلی پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ یہی ہو سکتا ہے کہ سلسلہ کے لٹریچر کو لوگوں تک پہنچایا جائے۔ جماعت کے فاضل اور لائق افراد کے خیالات کو اخبارات کے ذریعہ دوسروں کے سامنے پیش کیا جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو لوگ ہماری بات تک سننے کے روادار نہیں۔ یا گھر سے باہر کی زندگی میں وہ اس کے لئے وقت نہیں نکال سکتے۔ ان کے گھروں میں اور ان کے بستروں پر ان کو ایسا مواد بہم پہنچایا جائے۔ کہ وہ فرصت کے اوقات میں جب ان کے دماغ ہر قسم کی دنیوی پریشانیوں اور کاروباری مہمات کی سرانجام دہی کے تفکرات اور الجھنوں سے آزاد ہوں۔ ایسا لٹریچر پہنچا دیا جائے۔ کہ وہ اسے پڑھ سکیں۔ اس پر غور کر سکیں۔ اور پھر اس سے کماحقہ مستفید ہو سکیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایسا اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارا پریس مضبوط ہو۔ ہمارے مصنفوں کی ہر طرح حوصلہ افزائی اور ہمارے اخبارات پوری شان و شوکت کے ساتھ شائع ہوں۔ ہمارے اہل قلم حضرات ہر قسم کی پریشانیوں سے آزاد ہو کر اپنے خیالات کو قلمبند کر سکیں ؛

دنیا میں اس وقت ہزاروں اقوام اور لاکھوں سوسائٹیاں ہیں۔ اور ہم نے ان سب کو اپنے اندر جذب کرنا ہے۔ یہی وہ مقصد ہے۔ جسے لے کر ہم اٹھے ہیں۔ اور جسے پورا کرنا ہماری پیدائش اور زندگی کی غرض و غایت اور مقصود قرار دیا گیا ہے۔ لیکن کون نہیں جانتا۔ کہ اس وقت ہر قوم کی سینکڑوں ہزاروں شاخیں ہیں۔ اور ہر ایک کے درجنوں اخبارات ہیں۔ ان اخبارات کی اشاعت اور ان کی حیثیت کو اگر دیکھا جائے۔ تو پھر ان کے مقابلہ میں اس جماعت کے اخبارات پر نگاہ ڈالی جائے۔ تو ہر غیرت مند احمدی کی پیشانی ندامت سے عرق آلود ہو جائے گی ؛

ولایت کے اخبارات کو جانے دو۔ اور جن میں سے ہر ایک کی اشاعت لاکھوں سے تجاوز ہے۔ اور جن کے ادارات کو دیکھ کر انسان محو حیرت ہو جاتا ہے۔ ان میں سے کئی ایک ایسے ہیں۔ جنہوں نے ملک کے مختلف شہروں میں اپنے تار گھر قائم کر رکھے ہیں۔ کاغذ مہیا کرنے کے لئے جنگلات خرید کر رکھے ہیں۔ ہندوستان جیسے ملک میں بھی جو اخبار بینی کے ذوق میں بہت پیچھے سمجھا جاتا ہے۔ بیس بیس ہزار اشاعت رکھنے والے درجنوں روزانہ ہندو اخبارات ہیں۔ پھر ہفتہ وار اور ماہوار رسائل ان کے علاوہ ہیں۔ لیکن ان کے مقابل میں احمدیہ پریس کی حالت ایسی ناگفتہ بہ ہے کہ ذکر کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔

آج تک روزانہ اخبار نکالنے کی تو کسی کو ہمت ہی نہیں ہوئی۔ جو ہفتہ وار یا سہ روزہ اخبار ہیں۔ وہ بھی عجب بے چارگی کی حالت میں ہیں۔ الحکم اور بدر جیسے قیمتی اخبار جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بازو قرار دیا تھا۔ جماعت کی بے توجہی سے بند ہو گئے۔ تشحیذ الاذہان جیسا علمی پرچہ جسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ادارت میں شائع ہونے کا فخر حاصل تھا۔ بند ہو گیا۔ احمدیہ گزٹ بند ہوا۔ انگریزی سن رائز بند ہوا۔ اور جو ہیں بھی وہ جان کنی کی حالت میں ہیں۔

فاروق بھی اگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ دوبارہ اس میں تازہ روح نہ پھونکتے۔ تو اس وقت تک بند ہو چکا ہوتا۔ الفضل کی اشاعت بھی اس کے شایانِ شان نہیں۔ اور اس کی مالی حالت بھی ایسی ہی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ اگر کبھی باہر جائیں۔ تو ہزار کوششوں کے باوجود وہ اپنا نمائندہ حضور کے خطبات اور ملفوظات قلم بند کرنے کے لئے حضور کے ساتھ نہیں بھیج سکتا غرضیکہ سب کی حالت ایسی ہے۔ کہ کچھ کہا نہیں جا سکتا ؛

یہ تمام کوائف ہم نے اس لئے درج کر دیئے ہیں کہ جماعت احمدیہ اپنی پوزیشن اپنے کام کی اہمیت پریس کی اہمیت۔ مخالفین کے پریس کی حالت و طاقت اور اس کے مقابل پر اپنے اخبارات اور پریس کی حالت کا اندازہ کر سکے۔ اور پھر سوچے۔ کہ اس بارہ میں اس کا کیا فرض ہے۔ اور وہ اسے کس حد تک پورا کر رہی ہے اور اس بارہ میں اسے کہاں تک کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔

ہم مانتے ہیں۔ کہ دنیا کی اقتصادی حالت اچھی نہیں۔ اور پھر جماعت احمدیہ کی قربانیوں کو بھی ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ مگر بایں ہمہ ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دینے کا وعدہ کرنے والی جماعت کو چند روپوں کی خاطر اپنے پریس کی طرف سے اس قدر غافل نہیں رہنا چاہیئے۔ اور جس طرح بھی ہو اسے مضبوط کرنا چاہیئے۔

فاروق سلسلہ کا دیرینہ خادم ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے عہد خلافت میں جاری ہونے والا سب سے پہلا اخبار ہے۔ اس کی حالت یہاں تک پہنچ چکی۔ کہ خاکسار ایڈیٹر فاروق نے اس کو بند کرنے کا اعلان کر دیا۔ کیونکہ اس کی خریداری صرف تین سو تھی۔ جس پر اس کا جاری رکھنا ناممکن تھا۔ اس کے علاوہ وہ ۵۰۰ روپیہ کا دو سال میں مقروض ہو چکا تھا۔ اگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ اس میں روح نہ پھونکتے تو اس کا جاری کرنا مشکل تھا۔ اب اسی امید پر جاری کر دیا ہے۔ کہ حضور کی اپیل اور ارشاد کے بعد یقیناً قوم ہمت کر کے اس کے لئے کم از کم **ایک ہزار** خریدار مہیا کر دے گی ؛

پس ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ کہ اگر طاقت رکھتا ہے کہ سال بھر میں صرف چار روپیہ تبلیغ سلسلہ پر خرچ کر کے فاروق کو خرید لے۔ تو ایک ماہ کے اندر فاروق اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر دین اور سلسلہ کی ایسی خدمت انجام دیگا۔ کہ احباب انشاء اللہ خوش ہو جائیں گے۔ اور ہر ایک سابقہ و جدید خریدار زیادہ نہیں تو صرف ایک ایک ہی نیا خریدار فاروق کے لئے پیدا کر دے۔ تو ہزار خریدار کی تعداد جلد سے جلد پوری ہو جائیگی۔ اور یہ احباب کا قومی فرض ہے۔ کہ دشمنان سلسلہ کو فاروق کے بند ہونے کی خوشی نہ ہونے دے۔ اللہ تعالیٰ ہی آپ کے دلوں میں اس کی اہمیت پیدا کر کے اس کی امداد کی توفیق بخشے۔ آمین ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الجمعیۃ کی بیہودہ سرائی

ایک شریف اور ہر دلعزیز افسر پر بے سروپا الزام

اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر پر بے سروپا الزام

(مصدقہ چوہدری صاحبداد ہیڈ ماسٹر بھورچھ)

الجمعیۃ کا کوئی کندہ ناتراش نامہ نگار ۹ رجنوری ۳۲ء کے پرچہ میں (ایک انسپکٹر کی مذہبی حرکت قادیانیت سے تائب ہونے کے جرم میں ایک ماسٹر کی علیحدگی۔) کے عنوان کے ماتحت اپنی اخلاقی موت کا ثبوت یوں پیش کرتا ہے۔

(۱) علاقہ گجرات موضع بھورچھ تحصیل کھاریاں میں اس خبر سے بڑی بے چینی پھیل رہی ہے۔ کہ ماسٹر محمد صادق صاحب پیدائشی مرزائی تھا۔ . . . بعض احباب کی سعی سے مسلمان ہوگیا ؛

(۲) سب انسپکٹر صاحب قادیانی کو جب یہ معلوم ہوا۔ تو اس کی علیحدگی پر غور و خوض شروع کیا۔ اور متعدد حیلہ بہانہ کی فکر دامنگیر ہوئی۔ اور آخر ماسٹر مذکور کی علیحدگی میں کامیاب ہوگئے ؛

(۳) قادیانی انسپکٹر نے ابتدائی اور آخری رپورٹ ماسٹر مذکور کی علیحدگی کی کر کے ایک قادیانی غلام سرور تپ دق کے دائم المریض کی سفارش کر دی۔

(۴) ڈسٹرکٹ بورڈ نے بلا کسی تحقیقات کے ماسٹر مذکور کی علیحدگی کا عتاب نامہ دستی غلام سرور کے ہاتھ جب ماسٹر مذکور کو کانوں کان تک خبر نہ ہوئی بے کر پہنچے۔ (کیا فصیح و بلیغ فقرہ ہے۔ ناقل)

(۵) ماسٹر مذکور محض احمدی نہ ہونے اور چندہ نہ دینے کے جرم میں علیحدہ ہوگئے۔

(۶) کیا وزیر تعلیم ڈسٹرکٹ انسپکٹر اور ڈسٹرکٹ بورڈ اس بے انصافی . . . کی تلافی کی زحمت گوارا فرمائیں گے

(۷) کیا گورنمنٹ سے ہم دریافت کر سکتے ہیں۔ کہ سکول ماسٹروں کا آئندہ مذہب قادیانی ہوگا۔

(۸) موضع بھورچھ چھیاسٹھ فیصدی سکول ماسٹر قادیانی ہیں اور سکولوں میں زیادہ تر مرزائی ؛

اس تمام یاوہ گوئی کی حقیقت صرف یہ ہے۔ کہ ماسٹر محمد صادق مڈل پاس زان ٹرینڈ عارضی ٹیچر (جو تادم علیحدگی احمدی تھا۔ چار یوم کی رخصت لیکر گیا۔ لیکن رخصت حاصل کردہ کے علاوہ پانچ دن غیر حاضر رہا۔ ہیڈ ماسٹر سکول نے رپورٹ غیر حاضری کر دی۔ جس کی پاداش میں وہ موقوف ہوا۔ موضع بورچھ میں کسی کو خواب و خیال بھی نہیں۔ کہ محمد صادق کون تھا تمام پبلک اس حقیقت سے آگاہ ہے۔ کہ وہ پانچ دن کی غیر حاضری کے جرم میں موقوف ہوا۔ چھیاسٹھ فی صدی احمدی مدرسین کی حقیقت یہ ہے۔ کہ وہاں اتفاقیہ تین میں سے دو مدرس احمدی تھے۔ نامہ نگار کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اب وہاں صرف ایک مدرس احمدی ہے۔ اگر اب بھی اسے دنیا کو دھوکا دینے کی ضرورت ہو۔ تو ۳۳ فیصدی لکھے۔ (معلوم نہیں کہ نامہ نگار کسی دور دراز اور گہرے کھنڈر میں بیٹھ کر جو ہر کذب دریا دکھا رہا ہے۔

ڈسٹرکٹ بورڈ گجرات کو چاہیئے۔ کہ وہ موضع بھورچھ میں ستانوے ٹیچر دیگر اقوام مذاہب کے لگا دے یا وہاں سے احمدی ٹیچر کو کسی ایسی جگہ تبدیل کر دے۔ کہ جہاں ننانوے ٹیچر دیگر اقوام مذاہب کے ہوں۔ تاکہ وہ وہاں ایک فیصدی رہ جائے۔ ورنہ ایسے منہ پھٹ نامہ نگاروں کے اعتراضات سے بچنا مشکل ہے ؛

کیا ہم نامہ نگار سے دریافت کر سکتے ہیں۔ کہ ماسٹر مذکور کو علیحدہ ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ وہ قریباً عرصہ پانچ ماہ سے علیحدہ ہو چکا ہے اور آج آکر موضع بورچھ میں بے چینی پھیل رہی ہے۔ اور خود معزز نامہ نگار آج پانچ ماہ کے بعد بیدار ہو رہے ہیں؟ کیا ماسٹر محمد صادق اپنی رخصت حاصل کردہ کے بعد پورے پانچ دن غیر حاضر نہیں رہے اور خود ہیڈ ماسٹر سکول نے جو غیر احمدی ہے رپورٹ غیر حاضری نہیں کی تھی؟

کیا الجمعیۃ کا کندہ ناتراش نامہ نگار اس حقیقت سے بے خبر ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ بورڈ گجرات میں یہ ریزولیوشن پاس ہو چکا ہے۔ کہ ایک دن کی غیر حاضری کے جرم میں موقوفی کی سزا دی جائیگی۔ اور اس کے اثر کے ماتحت دو ٹرینڈ مستقل ٹیچر ہائی اسکول ایک اور دو یوم کی غیر حاضری کے جرم میں موقوف ہو چکے ہیں۔ وہ تو تھا ہی عارضی اور پانچ دن کی غیر حاضری اس میں ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب اور سب انسپکٹر صاحبان کا کیا قصور؟ مدرسین کا فرض ہے نہ قصور کریں۔ نہ سزا پائیں ؛

یہ اے۔ ڈی۔ آئی صاحب کی دیانتداری ہے۔ کہ اس کے احمدی ہونے کے باوجود اس کی غیر حاضری کی رپورٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب کی خدمت میں پیش کر دی۔ اب جبکہ محمد صادق کا پانچ دن غیر حاضر رہنا ثابت ہے۔ تو کیا یہ حد سے بڑھی ہوئی بے حیائی اور بد دیانتی نہیں۔ کہ اصل حقیقت کی بجائے علیحدگی کی وجہ احمدی نہ ہونا قرار دیا جاتا ہے۔ اور ایک شریف اور ہر دلعزیز افسر پر بے سروپا الزام لگائے جائیں۔

کیا الجمعیۃ کا بے ہودہ گو نامہ نگار ثابت کر سکتا ہے کہ محمد صادق نے کب اور کس مجلس میں احمدیت سے بیزاری کا اعلان کیا۔ اور کیا ماسٹر غلام سرور کو تپ دق کا مریض ظاہر کرنا حد درجہ کی ڈھٹائی اور غلط بیانی نہیں۔ اگر کچھ حقیقت ہے۔ تو ثابت کیا جائے۔

معزز معاصرین جملہ اخبارات و رسائل کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ کیا ایڈیٹر کا یہ لکھ دینا کہ ایڈیٹر کا نامہ نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں وہ اسے اپنے فرائض سے سبکدوش کر سکتا ہے۔ کیا یہ ایڈیٹر کا فرض نہیں کہ وہ کسی کو نامہ نگاری کے فرائض سپرد کرتے وقت اس کی شخصیت سے متعلق تسلی کرے۔ اور یہ فرائض کسی دیانتدار آدمی کے سپرد ہونے چاہئیں۔ افسوس کہ ایسے ایڈیٹر اور نامہ نگار ننگِ انسانیت ثابت ہو رہے ہیں۔

الجمعیۃ کو چاہیئے۔ کہ بجائے گورنمنٹ کے الٰہی گورنمنٹ سے دریافت کرے۔ کہ دنیا کا آئندہ مذہب کیا ہوگا۔ اور . . .

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مختصر فہرست کتب فاروق بک ایجنسی قادیان

اگر ناظرین فاروق بک ایجنسی سے حسب ضرورت کتابیں منگوایا کریں۔ تو اس سے بھی فاروق کی ایک قسم سے امداد ہو سکتی ہے۔ لہذا ذیل میں چند کتابوں کی فہرست دی جاتی ہے۔ اس سے علاوہ سلسلہ کے ہر ایک کتاب خواہ کسی دکان سے مل سکتی ہو فاروق بک ایجنسی سے منگا سکتے ہیں۔

تبلیغ رسالت جلد اول :- یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام زندگی کا وہ زبردست کارنامہ ہے۔ جو حضور نے دنیا پر اپنی دعوت کو بذریعہ اشتہارات پہنچا کر اتمام حجت کر دیا۔ ان نایاب اشتہارات کو جو مارچ ۱۸۷۷ء سے لے کر مارچ ۱۸۹۱ء تک میں جمع کر دیا گیا ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

تبلیغ رسالت جلد دوم۔ اس جلد میں اپریل ۱۸۹۱ء سے لیکر دسمبر ۱۸۹۲ء کے اشتہارات نقل کئے گئے ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

تبلیغ رسالت جلد سوم۔ اس جلد میں ۱۸۹۳ء سے لے کر دسمبر ۱۸۹۴ء کے اشتہارات نقل کئے گئے ہیں۔ قیمت صرف دو روپیہ۔

تبلیغ رسالت جلد چہارم۔ اس میں ۱۸۹۵ء کے تمام اشتہارات درج کئے گئے ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

تبلیغ رسالت جلد پنجم۔ اس میں ۱۸۹۶ء کے تمام اشتہارات لکھے گئے ہیں۔ قیمت صرف ۸ر

تبلیغ رسالت جلد ششم۔ اس میں ۱۸۹۷ء کے جملہ اشتہارات نقل کئے گئے ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ

تبلیغ رسالت جلد ہفتم۔ یہ ۱۸۹۸ء کے اشتہارات کا مجموعہ ہے قیمت صرف ۱۲ر بارہ آنہ

تبلیغ رسالت جلد ہشتم :- اس میں ۱۸۹۹ء کے سب اشتہارات چھاپ دیئے ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ عہ/۴

تبلیغ رسالت جلد نہم۔ اس میں ۱۹۰۱ء کے جملہ اشتہارات جمع کر دیئے ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

تبلیغ رسالت جلد دہم۔ اس جلد میں ۱۹۰۱ء سے لیکر ۱۹۰۸ء یوم وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک کے جملہ اشتہارات جمع کر دیئے ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ عہ/۸

یہ دس جلدوں کا مکمل مجموعہ ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام اشتہارات میں نے چودہ سال کی متواتر تلاش سے مہیا کر کے محفوظ کر دیئے ہیں۔ کیونکہ یہ رسالت کی وہ زبردست تبلیغ ہے۔ جو اشتہارات کے ذریعہ خدا کے برگزیدہ رسول نے کی۔ اگر ان کو آج کتابی صورت میں محفوظ نہ کرایا جاتا۔ تو آئندہ آنے والی نسلیں ان سے محروم رہ جائیں۔ کیونکہ وہ اشتہارات اب نایاب ہو چکے ہیں۔ اور کسی نے اشتہار سمجھکر ان کو محفوظ نہیں رکھا۔ محض خدا کے فضل سے خاکسار ایڈیٹر فاروق کو یہ سعادت نصیب ہوئی۔ کہ میں نے ان کو جمع کر کے کتابی صورت میں محفوظ کر دیا۔ اس مکمل مجموعہ کی قیمت گیارہ روپیہ آٹھ آنہ ہے۔ لیکن کامل مجموعہ لینے والوں کو جس کی صرف چند جلدیں باقی ہیں۔ اور دوبارہ طبع کرانا بہت مشکل ہے صرف دس روپیہ میں ملے گا۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

حقیقۃ الوحی :- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ زبردست تصنیف جس میں وحی و رسالت و صداقت نبوت و مسیحیت کے دلائل بے شمار لکھ دیئے گئے ہیں قیمت پانچ روپیہ۔

سرمہ چشم آریہ :- آریوں پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور معجزہ شق القمر کا ثبوت اور آریوں کو چیلنج مباہلہ وغیرہ وغیرہ زبردست کتاب ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ۔ عہ/۱۴

ازالہ اوہام مکمل :- وفات مسیح اور اپنے مسیح موعود ہونے کے ثبوت میں ہے۔ قیمت ایک روپیہ عہ/۱۲

خاتم النبیین حصہ دوم۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی نادر تالیف قیمت ایک روپیہ بارہ آنہ۔ عہ/۱۲

تفہیمات ربانیہ :- بجواب عشرہ کاملہ۔ جس پر غیر احمدیوں کو بڑا ناز تھا۔ بڑی ضخیم کتاب ہے۔ از رشحات قلم مکرمی مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب فاضل مبلغ شام قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنہ۔ عہ/۱۲

تجلیات رحمانیہ :- مولوی ثناء اللہ امرت سری کے رسالہ جات "تعلیمات مرزا" وغیرہ کا جواب فاضل جالندھری کی قلم سے۔ قیمت صرف ۶ر

بطالوی کا انجام :- مولوی محمد حسین علیہ ما علیہ کے حق میں جو پیشگوئی خانہ بربادی کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی تھی۔ اس کا حرف بحرف پورا ہونا۔ اور محمد حسین بٹالوی کی ابتدائی شان و شوکت اور مخالفت مسیح موعود کے بعد انتہائی نکبت و ذلت اور بٹالوی کے تمام خاندان کا صحیح مرقع خاکسار ایڈیٹر فاروق کی قلم سے اس کتاب میں کھینچا گیا ہے۔ قیمت صرف ۴ر

مرقع ثنائی :- مولوی ثناء اللہ امرت سری کے آخری فیصلہ والے اشتہار کا جواب جو اخبار اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء میں ثناء اللہ نے دیا۔ اور آج اس کو وہ دکھاتا بھی نہیں۔ اس اخبار اہلحدیث کا چربہ لفظ بہ لفظ سطر بہ سطر معہ جواب چھاپ دیا ہے۔ قیمت صرف ۴ر

آئینہ حق نما :- مولوی ثناء اللہ کے رسالہ "الہامات مرزا" کا مکمل و مفصل جواب۔ بڑی ضخیم کتاب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی نظر ثانی کے بعد شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی قلم سے نکلا ہوا ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

علماء خلف :- مسیح موعود کے زمانہ کے علماء سوء کا کچا چٹھا ان کی اپنی تحریروں سے اور حدیث علماء هم شرّ من تحت اديم السماء کی پوری تصویر اس رسالہ میں ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔ عہ/۱۲

جوابات عشرہ سوالات :- مخالف سلسلہ غیر احمدی علماء نے سب سے بڑے جو دس اعتراض سلسلہ احمدیہ پر کئے تھے۔ اور ہر ایک مولوی بھی اعتراض کرتا ہے۔ ان کے مکمل جوابات قابل دید۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔ عہ/۱۲

فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی :- مولوی ثناء اللہ امرت سری کے آخری فیصلہ پر میرکن بحث اور ثناء اللہ کے اقرار سے امرت سری کا مسیلمہ کذاب ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت صرف ۴ر

المشتہر منیجر فاروق بک ایجنسی قادیان

(حضرت امام علیہ السلام کی تصویر جو فاروق میں شائع ہوئی)